السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ فلاں آدمی یزید بن امیر معاویہؓ پر لعنت بھیجتا ہے لیکن زید کہتا ہے کہ ان پر لعنت بھیجنا گناہ ہے اور کہتا ہے کہ ان کے لئےؒ استعمال کرنا چاہئے کیا زید اپنے دعوے میں سچا ہے؟ مدلل بیان فرمائیں، اور اللہ تعالی سے اجر پائیں السائل، محمد عبداللہ ساکن لدھیکے نچے ضلع لاہور،

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ زید کا موقف بلاشبہ درست اور صحیح ہے اور وہ اپنے دعوے میں سچا ہے دراصل بات یہ ہے کہ یزید پر لعنت اس لئے روا رکھی جارہی ہے، کہ انہوں نے یا تو حضرت حسینؓ کو شہید کیا تھا یا شہید کرنے کا حکم دیا تھا یا اس پر خوش ہوئے تھے مگر ہمارے نزدیک یہ تینوں باتیں غلط ہیں کیونکہ یزید نے حضرت حسینؓ کو قتل نہیں کیا تھا چنانچہ امام ابن صلاح اپنے فتوے میں لکھتے ہیں، لم یصح عندنا انہ آمر بقتلہ (صواعق محرقہ ص ۲۲۳) کہ ہمارے نزدیک یہ بات صحیح نہیں ہے کہ یزید نے حضرت حسینؓ کو شہید کرنے کا حکم دیا تھا دراصل حکم دینے والا عبداللہ بن زیادہ تھا جو ان دنوں عراق کا گورنر تھا،

(حضرت مجدد ملت امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں، ان یزید لم یامر بقتل الحسین باتفاق اہل المقل ولکن کتب الی ابن زیاد ان یمنعہ عن ولایة العراق (منہاج السنتہ ص ۲۲۵ ج ۲ (۲)

یعنی مورخین اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یزید نے حضرت حسینؓ کے قتل کا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا البتہ ابن زیاد کو یہ ضرور لکھا تھا کہ حضرت حسینؓ کو ولایت عراق سے باز رکھے، ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ نہ تو یزید قاتل حسینؓ ہے اور نہ اس نے قتل حسینؓ کا حکم دیا تھا، رہی یہ بات کہ یزید نے قتل حسینؓ پر خوشی کا اظہار کیا تھا تو یہ بات بھی پہلی دونوں باتوں کی طرح بیچارے یزید پر بہتان ہے کیونکہ تاریخ میں صحیح طور پر ثابت ہے کہ یزید نے قتل حسینؓ پر بجائے خوشی کے غم واندوہ اور دکھ کا اظہار کیا تھا چنانچہ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں، ولما بلغ ذالک یزید اظہر التوجع علی ذالک واظہر البکاء فی دارہ واکرم اہل بیتہ واجزہم (منہاج السنتہ ص ۲۲۶ ج ۲) یعنی جب حضرت حسینؓ شہید کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تو اس نے اس حادثہ فاجعہ پر دکھ اور ہمدردی کا اظہار کیا اور اپنے گھر میں گریہ دبکاء یا اور گستاخی کا کوئی کلمہ منہ سے نہیں نکالا اور قطعا کسی کو محبوس نہیں رکھا بلکہ اہل بیت کے اس لٹے پٹے مظلوم قافلے کی تعظیم وتکریم کی انہیں انعام واکرام سے نوازہ۔ امام ابن حجر ہیثمی شافعی فرماتے ہیں، ان امرہ بقتلہ وسرورہ لم یثبت صدودہ من وجہ صحیح بل کما حکی ذالک حکی عنہ ہند وکما قدمتہ (الصواعق الحرقہ ابن حجر مکی ص ۲۲۳) یعنی حکم قتل اور شہادت حسینؓ پر یزید کا اظہار مسرت دونوں باتیں پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتیں، اس طرح قاضی ابن المعربی مالکی نے بھی جو چھٹی صدی کے مشہور فقیہ اور مورخ ہیں اپنی کتاب العواصم من القواصم صفحہ ۲۲۸ و ۲۳۴ میں بیچارے یزید کو بدنام کرنے والی کہانیوں کی بڑے زور سے تردید فرمائی ہے ان اصحاب علم وتحقیق کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ شہادت حسینؓ کی ذمہ داری یزید پر عائد نہیں ہوتی جب الزام ہی درست نہیں تو اس پر متفرح لعنت کسی طرح جائز ہو سکتی ہے اگر الزام کو دو منٹ کے لئے درست تسلیم کرلیا جائے تو پھر بھی لعنت جائز نہیں کیوں کہ قتل ناحق محض حلال گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں بشرطیکہ قاتل قتل ناحق حلال نہ سمجھتا ہو اور کبیرہ گناہ کا مرتکب اہل سنت کے نزدیک کافر نہیں ہوتا، چنانچہ ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں، ان الرضا بقتل الحسین لیس بکفر (شرح فقہ اکبر ص ۸۸) کہ قتل حسینؓ پر راضی ہونا کفر نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ محقق علمائے صحیح بخاری کی ایک حدیث کی وجہ سے یزید کو جنت کا مستحق قرار دیا ہے اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں) اول جیش من امی یغزون مدینة قیصہ مغفور لہم (صحیح بخاری ص ۴۱۰ ج ۱ باب ما قیل فی قتال الروم۔ یعنی آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی اولین فوج جو قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کرے گی اس کی مغفرت ہو چکی ہے امام ابن حجر شافعی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں، قال المہلب فی ہذاا الحدیث منقبة لمعاویة لانہ اول من غزا البحر ومنقبة لولدہ لانہ اول من غزا مدینة قیصر (فتح الباری شرح بخاری ص ۹۲ ج ۳ حاشیہ صحیح بخاری ص ۲۱۰ ج ۱۱ اس حدیث سے حضرت معاویہؓ اور اس کے بیٹے یزید کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ بحری غزوہ کا آغاز کرنے والے حضرت معاویہؓ ہیں اور شہر قسطنطنیہ پر غزوہ کرنے والے ان کے بیٹے یزید ہیں اور اس لشکر میں خود حضرت حسینؓ نے یزید کی ماتحتی میں شرکت کی تھی، البدایہ والنہایہ ص ۱۵۱ ج ۸، بہر حال ہمارے نزدیک یزید کا ایمان محقق ہے اور مومن پر لعنت جائز نہیں چنانچہ ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں، لایخفی ان ایمان یزید محقق ولایثبت کفرہ (شرح اکبر ص ۸۸) آخر میں امام غزالی کا فتوی بھی پڑھتے جائیے، ماصح قتلہ للحسین ولاامرہ ولارضاہ بذالک ومہما لم یصح ذلک عنہ لم یجزان یظن ذالک فان اساة الظن بالمسلم حرام وفیات الاعیان ص ۴۵۰ ج ۲) کہ حضرت حسینؓ کو یزید کا قتل کرنا، قتل کا حکم دینا اور قتل پر راضی ہونا یہ تینوں باتیں صحیح نہیں ہیں تو بدظنی کو روا رکھا جائے کیونکہ کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی حرام ہے، موصوف نے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ کے تحت یزید کو رحمتہ اللہ علیہ کہنے کو درست لکھا ہے چنانچہ ام المومنین حضرت صدیقہؓ سے حدیث مروی ہے۔ عن عائشةؓ قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتسبوا الاموات فانہم قد افضوالی ماقدمو۔ (صحیح بخاری ص ۱۸۷ جلد باب ما جا ینہی من تبا لاموات کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں کو گالیاں نہ دیا کرو کیونکہ وہ اپنے اعمال کی جزاء دستر اتک پہنچ چکے ہیں مرقات میں ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔ ای باللعن والشتم وان کانوا فجارا اوکفارا الا اذا کان موتہ بالکفر قطعیا کفرعون وابی جہل وابی لہب ص ۱۴۵ (مشکوۃ) یعنی کسی مردے کا نام لے کر گالی گلوچ دینے کی کوشش نہ کرو۔ ہاں اگر فرعون اور ابوجہل کی طرح کسی کی موت یقینی طور کفر پر واقع ہوئی ہو تو پھر اس کا نام لیکر لعن طعن جائز ہے ورنہ نہیں، بہر حال یزید کو لعنتی اور برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اہل حدیث کے علاوہ مذاہب اربعہ کے محققین کے نزدیک بھی ایک مسلمان تھا واللہ اعلم بالصواب) (اخبار اہلحدیث لاہور ۱۶ جولائی ۱۹۷۶ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد10ص46-48

محدث فتویٰ